

کتب سماوی پر ایک نظر

(۸)

عہد جدید (اناجیل و غیفریم)

(الجناب ذوقی شاہ صاحب)

کثرت ازدواج | اس مسئلہ پر دنیا سے مغرب میں عام طور پر بڑی غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اور یہ گمان کیا جاتا ہے کہ مذہب عیسوی ایک وقت میں ایک سے زائد بیویاں کرنے کی اجازت نہیں دیتا حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ بائبل اس خیال کی تردید کرتی ہے۔

ہم متعدد بار بتلا چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کو نسخہ نہیں فرمایا اور نہ عیسائیوں کو احکام توریت کی پابندی سے متعلق کیا ہے۔ صہلی اور پچی عیسویت بائبل کی رو سے توریت اور انجیل دونوں کی پابندی پر مشتمل ہے۔ پہلے توریت کو لے لیجئے اور مذہب ذوقی حاجات کو ملاحظہ فرمائیے۔

پیدائش باب ۱۶ آیت ۳ و ۴، باب ۲۵ آیت ۱، باب ۳۵ آیت ۲۳ تا ۲۶، اجبار باب ۱۸ آیت ۱۸، پستشار

باب (۲۱-۱۵) قاضیوں باب ۸ آیت ۳۰۔ اول سموئیل باب آیت ۲ و ۳، باب ۲۵ آیت ۲۲ تا ۲۴، دفع سموئیل باب

باب ۵ آیت ۱۳، باب ۱۱ آیت ۲۴، باب ۱۲ آیت ۸، باب ۵ آیت ۱۶ تا ۱۷، سلول سلطین باب آیت ۲ تا ۴، باب ۱۱ آیت ۲ تا ۳۔ اول

تواریخ باب ۳ آیت ۱ تا ۹، باب ۱۲ آیت ۳۔ دوم تواریخ باب ۱۱ آیت ۲، باب ۱۲ آیت ۲۱، باب ۲۲ آیت ۲ و ۳۔

کتب عہد عتیق کے متذکرہ بالا مقامات کے مطا لو سے معلوم ہوگا کہ ایک ہی وقت میں ایک سے زائد بیویاں کرنے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ اسمیں برکت اور برگزیدگی بھی ہے اور اللہ کے برگزیدہ بندوں اور انبیاء علیہم السلام کا اسپر نہایت شدت کے ساتھ بکثرت عمل بھی رہا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے تین نکلح کیے۔ بنی سارہ بنی بی بی ہرحہ اور بنی بی بی قطورہ سے، اور اگر بنی بی بی قطورہ سے عقربن بنی سارہ کی وفات کے بعد بھی تسلیم کیا جائے تب بھی ڈو بیویاں کا میک وقت صحیح ہوتا تو بالاتفاق ثابت ہے یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔ حضرت سمواہ بنی کے والد ماجد کی دو بیویاں تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں۔ داؤد علیہ السلام کی ستو بیویاں تھیں (یہ وہ برگزیدہ بنی میں جنکی نسل سے لحاظ جسم مسیح کا پیدا ہونا بائبل میں بیان کیا گیا ہے۔ بڑی عظمت کے ساتھ آپکا ذکر آیا ہے اور باستثنا۔ اس معاملہ کے جن ذریعہ اور یاہ کے متعلق بائبل میں آپ سے منسوب کیا گیا ہے اور کوئی الزام آپ پر نہیں لگایا گیا حتیٰ کہ آپ کی کثرت ازدواج پر بھی آپ پر کوئی اعتراض نہیں آئی۔ زبور ہمزید اور عیسائیں کی کتب مقدسہ میں اب تک کمال عزت و عظمت کے ساتھ موجود ہے) سلیمان علیہ السلام کی ستا سو (۷۰۰) بیویاں تھیں اور تین سو (۳۰۰) حرم (آپ پر بھی بائبل میں اس کثرت ازدواج پر کسی کوئی الزام نہیں آیا) حضرت سلیمان کے بیٹے حزقیا کی اٹھارہ (۱۸) بیویاں تھیں اور ساٹھ (۶۰) حرم۔ حضرت سلیمان کے پوتے اریاہ کی چودہ (۱۴) بیویاں تھیں۔ حضرت جدعون کی بھی بہت سی بیویاں تھیں۔

اب اناجیل کو لیجیے۔ اناجیل میں نہیں تو ریت کی اس اجازت کو منسوخ نہیں کیا گیا۔ عہد جدید کی کتب مقدسہ میں سے کسی کتاب میں ایک سے زائد بیویوں کے ایک ہی وقت میں جمع کرنے کی ممانعت نہیں آئی۔ صرف دو موقعوں پر اس قسم کی عبارت پائی جاتی ہے جس سے شاید اس ذریعہ کی ممانعت کا التباس رہا ہو۔ پولوس کے قسطاؤس کے نام پہلے خط کے باب ۳۲ آیت ۲ میں مندرجہ ذیل عبارت واقع ہوئی ہے :-

”یہ بات سچ ہے کہ جو کوئی کلیسے کی نگہبانی کی آرزو رکھتا ہے وہ اچھا کام چاہتا ہے۔ پس چاہیے کہ

نگہبان بے عیب، ایک جو رو کا شوہر، پرہیزگار، صاحب تیز، مساز دوست، اتیم دینے میں قابل ہو،“

اسی سے ملتی جلتی اور اسی مضمون کی عبارت پولوس کے طیطس کے نام خط کے باب آیت ۶ میں پائی جاتی ہے۔ اول تو

ان دونوں عبارتوں کو بائبل اربعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پولوس کے شکوک اور غیر مستحضر خطوط کی عبارت ہے۔ اگر ان خطوط کو بہتر بھی مانا جائے تو یہ پولوس کی ذاتی رائے ہے جو نہ شریعت موسوی میں ترمیم کا باعث ہو سکتی ہے نہ شریعت عیسوی میں علاوہ ان میں پولوس کی یہ رائے بھی صرف پادریوں اور کلیسے کے خدام سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ عام عیسائیوں سے۔ پادریوں اور مذہبی خدمت کرنے والوں کو صرف مشورہ دیا گیا ہے کہ بہتر ہو اگر ان کے ایک۔ ہی بیوی ہوتا کہ بیوی بچوں میں ان کا زیادہ وقت صرف نہ ہو اور کلیسا کی خدمت کے لیے وہ نہیں فرصت زیادہ ملے۔ اس مشورہ کی رو سے بھی پادریوں کے لیے بہتر ہے اگر وہ ایک ہی بیوی رکھیں لیکن ایک سے زائد بیویاں اگر ان کے پاس ہوں تو اسے گناہ برکز نہیں قرار دیا جاسکتا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ قرنیٹوں کے باب ۷، آیت ۱ میں یہی پولوس لکھتے ہیں کہ:-

”دو مرد کے لیے یہ اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے“

اور آئی باب کی آیت ۲۸ میں مردوں اور عورتوں کو شادی نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے مگر اس مشورہ کے خلاف عمل کرنے والوں کو گنہ گار بھی نہیں ٹھہرایا گیا۔ چنانچہ آئی باب میں جہاں آیت ۱ میں مرد کے لیے عورت کا نہ چھونا اچھا بیان کیا گیا ہے وہاں آیت ۲ میں فوراً یہ بھی کہہ دیا گیا ہے کہ اگر حرام کاری سے بچنے کے لیے کوئی مرد جو کہ عورت شہر کرے، تو مضائقہ نہیں۔ اور آیت ۲۸ میں جہاں مردوں اور عورتوں کو شادی کے خلاف مشورہ دیا گیا ہے وہاں اسی آیت میں یہ بھی صاف جتلا دیا گیا ہے کہ اگر کوئی نکاح کرے تو گناہ نہیں۔ بالکل اسی نوع کا مشورہ پادریوں کو بھی دیا گیا ہے کہ اگر وہ ایک ہی بیوی پر نفاع کریں تو مذہبی خدمت کا انجام دینا ان کے لیے زیادہ آسان ہوگا۔ اگر آپ سے زیادہ بیوی کا ایک ہی وقت میں رکھنا مذہباً گناہ ہوتا تو ممانعت عام ہوتی، نہ کہ پادریوں کے لیے خاص۔ اس ممانعت خاص سے اس بات کا پتہ بھی چلتا ہے کہ اس زمانہ میں عیسائیوں میں کثیر الذنوبی کی رسم عام تھی جس سے پادریوں کو باز رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اس ممانعت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حواریوں کے زمانہ میں، نیز اس کے بعد بھی اغیار کے ہاتھوں بیچارے عیسائیوں پر ایسے شدید مظالم اور مصائب کی بارش ہوتی رہی ہے کہ ان بیچاروں کو وطن چھوڑنا پڑتا تھا، برسوں جنگوں اور پہاڑوں میں چھپنا پڑتا تھا جب بکڑے جاتے تھے تو بڑی اذیت سے قتل کیے جاتے تھے۔ باپکے سامنے بیٹا اور بیٹے کے

سائے باپ قتل ہوتا تھا۔ عورتیں میرہ اور بچے میم ہوجاتے تھے۔ جب یہ لوگ بھاگتے تھے تو سارے گھر کو ساتھ لے کر بھاگتا اور عورتوں بچوں سمیت جنگلوں پہاڑوں میں بسر کرنا بہت دشوار ہوتا تھا یا داری و آتش صاحب مصر کی بعض قریب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رومی سلطین نے عیسائیوں کو ڈنل بار جو فزفاک اور دو انگیر لنڈر اُس پہونچائیں اور تباہیاں ان پر برپا کیں ان میں عیسائی لوگ انہیں غاروں میں پناہ لینتے تھے اور اپنے مُردوں کو انہیں میں دفن کردیتے تھے۔ قرآنتوں کے باب ۷ آیات ۶ تا ۲۹ میں انہیں مصائب کی جانب اشارہ ہے۔ ان حالات میں ایک ہیوی کاہرنا بھی مصیبت ہوتا ہے چہ جائیکہ معتد بیویاں ہوں، خصوصاً یا داریوں کے لئے جن کے کا نہ عدول پر کلیسا کی خدمت اور تبعین مسیح کی رہنمائی کا بھی بار تھا۔ ان یا داریوں کے لیے ان حالات میں یہ ایک عارضی مشورہ تھا جو توہوس نے پیش کیا تھا اور وہ کوئی مذہبی حیثیت نہ رکھتا تھا۔

عیسائیوں میں ایک فرقہ ہے جو **موترومن** کے نام سے موسوم ہے۔ ان میں ہر عیسائی کو بارہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ ان کے پیشوا **برگم نینگ** (۱۸۷۱ء تا ۱۹۰۲ء) کے پاس ایک وقت میں پچاس (۵۰) بیویاں رہ چکی ہیں۔ عیسائی عقیدہ کے بموجب عیسیٰ علیہ السلام کی بھی دو بیویاں قرار پاتی ہیں۔ ایک کلیسہ قدیم یعنی جماعت یہود اور دوسری کلیسہ جدید یعنی جماعت انصاری (دیکھو دم فریتوں کا باب (آئیہ ۲ اور رکاشفات باب ۱۰ آئیہ ۷، باب ۱۲ آئیہ ۹، باب ۲۱ آئیہ ۱۷) پر اس ٹھنٹ فریق کے بانی مارٹن لوٹھر نے ایک دولت مند شخص فلپ کو دو بیویاں رکھنے کی اجازت دی۔ لوٹھر صاحب اپنی بعض تحریروں میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ انسان دس یا زیادہ بیویاں ایک ساتھ رکھ سکتا ہے۔ تاریخ میں عیسائی دنیا کی متعدد مشہور ہستیاں ایسی پائی جاتی ہیں جنہوں نے ایک ہی وقت میں متعدد بیویاں کیں۔ جرمنی اور فرانس کے متعدد بادشاہ تک اس زمرہ میں شامل ہیں۔ خود انگلستان کے بادشاہ ہیڈنری شہتم نجو فریق پر اسٹنٹ کے زبردست سرپرست تھے متعدد بچوں کے اور ایک وقت میں بیویاں رکھیں۔ جرمنی کے یا داری یونیٹس نے پوپ گرگوری سے ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں دریافت کیا کہ انسان کو کس حالت میں دو بیویاں کرنی جائز ہیں۔ پوپ نے جواب دیا کہ جب میوی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ

خاندان سے مباشرت نہ کر سکے اس صورت میں خاندان کو دوسرا نکل کر لینا درست ہی بشرطیکہ وہ بیمار میری کی ہر طرح
 جنگ گیری کرتا رہے۔ ایسا نہیں ہے خود کو کثیر الازدواجی کے جواز میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ رومن کیتھولک فرقہ کے بانی
 کی ایک جماعت کپوشینفر کے رہنما بڑا ڈاکو کینس نے اس ہمہ پسندیدہ ہونے کی تائید میں ایک کتاب لکھی ہے۔
 تائید کرنے والوں میں سے جو کہ متعدد ہیں سب سے زیادہ مشہور شخص جان ملٹن (۱۷۴۰-۱۸۰۷ء) ہے جس نے اس
 رسم کی حمایت میں بڑا زور صرف کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب مضمون در باب مذہب عیسوی پر ہیں اس امر کے ثبوت
 میں انجیل سے بہت سے فقرے نقل کرتا ہے پھر لکھتا ہے کہ :-

در علاوہ اس کے خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو استعارہ کے طور پر ایک حکایت میں درج کیا ہے
 (حقیقی ایل باب ۲۳) جس نے احوال اور احوالیاہ و عورتوں سے نکل کر کیا۔ اگر یہ رسم دراصل
 بڑی ہوتی تو خدا تعالیٰ استعارہ میں بھی اس رسم کو اپنے لیے اختیار نہ کرتا جس رسم کی انجیل
 میں ممانعت نہ ہو ہم اس کو سکوکس دیں سے بڑا اور ذلیل کہیں۔ کیونکہ انجیل نے کسی ملکی قانون کو
 جو اس سے پہلے رائج تھا برا نہیں کہا۔ انجیل میں صرف یہ حکم ہے کہ ایڈراور ڈیکین
 پادری وہ لوگ بنائے جائیں جو صرف ایک بیوی رکھتے ہوں (اول تخطا اس باب ۳۰) کہ
 ۲ اور طیطس باب آئیہ ۶) اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک سے زیادہ نکل کر گناہ ہے
 کیونکہ اگر گناہ ہوتا تو یہ حکم سب کے لیے عام ہوتا۔ صرف پادریوں ہی کے لیے نہ ہوتا۔ اس حکم
 میں یہ مصلحت ہے کہ ایک بیوی والے دنیا میں آنا گرفتار نہ ہونگے جتنا کہ زیادہ بیویوں والے
 اور اسوجہ سے یہ لوگ گرجے کا کام سنجی انجام دے سکیں گے یہ ممانعت بھی کچھ گناہ ہونیکے
 سبب سے نہیں ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سب کو ایک سے زیادہ بیویاں
 جمع کرنے کی اجازت ہے اور اکثر لوگوں نے اس رسم کو اختیار بھی کیا ہے حضرت مسیحی نے
 کوئی جھوٹی صورت بیان نہیں کی۔ ہمارے اکثر نبیوں نے ایک سے زائد بیویاں جمع کیں

لہذا مجھے یقین ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی نہ کرے گا کہ اس رسم کو حرام یا ناجائز کہے کیونکہ یہ سبیل میں صاف لکھا ہے کہ حرامکاروں اور ظالموں کو اللہ سزا دیگا اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اکابر ہیں خود محافظ ہوں۔ لہذا ایک سے زیادہ بیبیان جمع کرنا نکاح ٹھیرا اور نکاح ہر طرح حلال اور درست ہے حضرت موسیٰ ہی فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا بہت اچھا ہے اور گناہ نہیں ہے۔“

یادری فاکس صاحب اپنی کتاب الموسوعۃ بد غلطیوں کی اصلاح، مطبوعہ امریکن مشن پریس لکھنؤ کے صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ :-

”تقدیر ازدواج کے مقدمہ میں ہم بے تردد تسلیم کرتے ہیں کہ نبی اسراہیل میں بھی اس رسدوں نے رواج پایا تھا اور خدا نے بھی اسکو منع نہیں کیا بلکہ اسی رسم پر چلنے والوں کو اکثر برکت کا وعدہ فرمایا ہے۔“

یہاں نامناسب نہ ہو گا اگر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بعض عیسائی اس معاملہ میں اعتراض پیش کیا کرتے ہیں اوس کے جواب میں ایک عیسائی مصنف ہی کی تحریر کو پیش کر دیا جاوے۔ جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ :-

”اور یہ جو عیسائی الزام لگاتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) شہوت پرست تھے (نوروز اللہ) یہ ادوں کا الزام باطل ہے۔ کیونکہ جب آپ نے ظہور فرمایا اوس زمانہ میں اہل عرب میں بے انتہا نکاح کا رواج تھا۔ پس یہ امر بظاہر یہود و مسیحیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو شہوت پرست ہو وہ بد کاری کی اس رسم کو مقدم کرے۔ علاوہ اسکے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہم یہ بات بھی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ بھی اپنے مومنین کی مانند عورتوں سے بہت رغبت رکھتے تھے اور اپنے

یہ کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ آپ ان انسانی خواہشوں سے بری ہیں جو جب آدمیوں کو ہوتی ہیں۔ بلکہ عکس کے یہ فرمایا ہے کہ میں بھی نہیں جیسا آدمی ہوں اور بقا بلکہ حضرت داؤد کے جو بی اور بادشاہ تھے اور جن کی تعریف انجیل میں لکھی ہے کہ وہ ایسے آدمی تھے جو خدا کا سادوں رکھتے تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے صاف تھے جیسے ایک برف کا ٹکڑا ڈائمانا (عفت و پاکدامنی کی دیوی) کے مندر پر گرا ہوا ہو۔ سساول کی دوسری دختر بے شہت حضرت داؤد کی پہلی زوجہ تھی۔ اس زوجہ کو اس کے باپ نے آپ کی جلا وطنی کے زمانہ میں آپ سے لیا۔ بعد ازاں آپ نے مسلسل کتنے ہی نکاح کیے مگر بائیں ہمہ اپنی پہلی زوجہ کا بھی دعویٰ برابر کرتے رہے۔ حضرت داؤد نے ایک غیر مختون بادشاہ کی بیٹی سے بھی بے تکلفاً نکاح کر لیا اور اگرچہ آپ کے ہاں اکثر بیویوں سے اولاد بھی تھی مگر آپ یہ وہم میں حرمیں کرتے رہے اور آخر کار بذلت سبع کے معاملہ میں آپ نے حرام اور فحش بات بھی کیا (نورۃ الباقیہ) جب حضرت داؤد ایسے ضعیف ہو گئے کہ آپ پر ہر چند کپڑے ڈالے جاتے مگر آپ کو گرمی نہ پہنچتی اور سردی موقوف نہ ہوتی تو یہ تجویز ٹھہری کہ ایک نوجوان باکرہ عورت ہم پہنچائی جائے جو آپ کی خدمت کرے اور آپ کے ساتھ ہم خواب ہو۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ایک ہنایت حیمین اور ذمیر عورت لائی جائے؛

اقتباس مندرجہ بالا کے بعد ہم اپنی طرف سے صرف اس اضافہ کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ خود شیشے کے مکانوں میں رہتے ہوں ان کا، دوسروں پر پتھر پھینکنے میں پیش قدمی کرنا عقل مندی کے خلاف ہے۔

مہر | عورتوں کو نکاح میں مہر دینا شریعت مرسوی و عیسوی میں داخل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے پیدائش باب ۳۳ آیت ۱۳ - خروج باب ۲۲ آیت ۱۶ - استثنائے باب ۲۲ آیت ۲۹ - اول سواہل باب ۱۸ آیت ۲۵ -

شوہر کی اطاعت | لوگ مردہ عیسائی دنیا کی عام ریش دیکھ کر تعلیم عیسوی کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا

نہ ہوں۔ انجیلی تعلیم عورتوں ہی کو مردوں کی فرمانبرداری کا حکم دیتی ہے۔ آفسیلون باب آیات ۲۲، ۲۳ و ۲۴ میں ہے کہ:-

”اے عورتوں! اپنے شوہر دیکھی جیسی فرمانبردار ہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر زوج کا سر ہے جیسے کہ مسیح بھی کلیسہ کا سر ہے اور وہ بدن کا بچانے والا ہے۔ تو بھی جیسے کلیسہ مسیح کی فرمانبردار ہے ویسے ہی جو یاں بھی ہر بات میں اپنے شوہر دیکھی ہو وہیں“

اسی طرح اول متطاؤس باب ۲ اور اول پطرس باب ۳ میں بھی عورتوں کو اپنے شوہر دیکھی اہانت

کاتا کہی حکم موجود ہے۔

فستاق و فجار سے اجتناب | عیسائی رساماری کا وعظ کئے والے اس بات کو غالباً دلچسپی سے دیکھیں گے

کہ احکام انجیل کی برو سے یہ۔ ایڈوں کو بالکل اجازت نہیں کہ وہ اپنے ان عیسائی بھائیوں تک سے میل جول رکھیں اور ان کے ساتھ کھانا کھائیں، کھائیں جو حرام کاریاں لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والے یا شرابی یا ظالم ہوں۔ اول قرنتیوں کے باب ۵ آیت ۱۱ میں ہے کہ:-

”اگر کوئی بھائی ہمسلا حرام کاریاں لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو

(اس سے صحبت نہ رکھنا بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا“

توحید و تثلیث | تثلیث کے مسئلہ نے عیسائی دنیا میں بڑا ہلکا برپا کیا، بڑی غور زریاں کیں اور بہت سے

فرقے پیدا کر دیئے۔ مگر ہم یہاں صرف انجیل کی روشنی میں لے دیکھنا چاہتے ہیں۔

جن کتابوں کو آسمانی ہونے کا دعویٰ ہے اوسکے مطالعہ کرنے والوں کے پاس ان کتابوں کی حقانیت

دریافت کرنے کے لئے ایک اتنا اچھا معیار ہے جس میں مغالطہ نہیں ہونے پاتا۔ وہ معیار توحید کی تعلیم ہے۔

جن کتب سماوی میں توحید کو جس خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہو اتنی ہی حقانیت کا ان میں پتہ چلتا ہے اور

(انکی عبارتیں جس قدر توحید آہنی سے ہٹی ہوئی ہیں اتنا ہی ان میں تحریف و الحاق کا گمان ہوگا۔ انناجیل مرد و عیسیٰ

باوجود اس کے کہ تشریف والہ اہل حق کے وقوع کا عیسائی علماء تک کو اعتراف ہے، تعجب ہے کہ توحید الہی اور عبودیت مسیح کی تائید میں کافی مواد موجود ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ باوجود اس مواد کے عیسائیوں نے ٹیلیٹ کو بے دھڑک اپنا مسلک قرار دیا اور الوہیت مسیح کے فائل ہو گئے اقتباسات ذیل ملاحظہ ہوں۔

”یہی ہے اس سے جواب میں بچا کہ سب حکموں میں اول یہ ہے کہ اسے اسرارِ نعلین و

خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے“ (مقش باب ۱۲ آیہ ۲۹)

اسی نوع کا مضمون متی باب ۱۲ آیہ ۲۶ تا ۲۸ میں بھی موجود ہے اور اس توحید، نیز عیسایہ کو پیار کرنے کی بابت آیہ ۳۰ میں مسیح کا یہ قول بھی درج ہے کہ ”انہیں دلو احکام پر ساری مشرق اور سب انبیاء کی باتیں موندیں“ اس سے زیادہ زبردست ثبوت دین مسیح کی بنیاد کے توحید پر ہونے کا کیا ہو سکتا ہے ؟

”خدا ایک ہے اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمی بھی درسیانی ہے وہ مسیح یسوع ہی“

(اول متھاؤس باب ۱۲ آیہ ۵)

توحید الہی اور عبودیت مسیح کا اس سے واضح تر اعتراف کیا ہو سکتا ہے ؟ کتب عہد جدید میں بکثرت ایسی عباراتیں موجود ہیں جن سے عیسیٰ علیہ السلام کا ابن آدم اور بنی اور اللہ کا برگزیدہ بندہ ہونا پایا جاتا ہے جسے جاری بھی آپ کو اللہ کا بندہ اور بنی تسلیم کرتے تھے۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے بعد کے عیسائی علماء ان ٹیلیٹ پرستی اور عقیدہ رکھنے لگے کہ خدا کی ذات واحد تین اقاہیم پر مشتمل ہے وجود حیات اور علم جس سے باپ بیٹا اور روح القدس مراد ہیں۔ بعض عیسائی فرقوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو بھی تثلیث میں داخل کر لیا۔

بجملہ دیگر اعتراضات کے ایک عقلی اعتراض جو اس تثلیث پر وارد ہوتا ہے یہ ہے کہ اگر اقاہیم ثلاثہ میں سے ہر واحد کو ہر قسم کے کاموں کی یکساں قدرت کا مالک تسلیم کیا جائے تو یقیناً تعداد ثلاثہ اور تخصیص تثلیث کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور اگر اقاہیم ثلاثہ میں سے ہر اقاہیم کو بطرز خاص جدا جدا کاموں کی قدرت کا مالک تسلیم کیا جائے تو ہر واحد کی شان میں نقص عظیم کا ہر مال لازم آئے گا۔ کہ ایک کا کام دوسرا نہیں کر سکتا اور اس بنا پر ذات واحد تین کا تخصیص تثلیث کی ضرورت برتی اور

قادر مطلق کی شان سے بہت بعید ہے۔

عیسائی توحید کا بھی دم بھرتے ہیں اور تثلیث کا بھی مگر یہ نہیں سمجھا سکتے کہ اس تثلیث کے ہوتے ہوئے توحید قائم کیوں کر رہ سکتی ہے۔ جب سوال کیا جاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کے سمجھنے سے عقل انسانی قاصر ہے۔ انجیل سے بھی وہ کوئی سند پیش نہیں کر سکتے۔ توریت و انجیل میں لفظ "تثلیث" کسی جگہ نہیں پایا جاتا اور اسکی تعلیم نہ عیسیٰ علیہ السلام نے کسی کو دی نہ آپ کے کسی حواری نے۔ چنانچہ میسران الحق مطبوعہ مرزا پور (۱۸۴۳ء) میں جو کہ ایک عیسائی کی تصنیف ہے باب ۲ فصل ۴ صفحہ ۱۴۶ پر درج ہے کہ :-

مسیحیل کے اعتقاد میں اس عہدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں اور اگرچہ یہ لفظ لیبینہ انجیل میں نہیں پائے جاتے مگر انجیل کی اس عہدہ تعلیم ذکاوت کے ساتھ لیا گیا علم ہوا ہے۔

باوجود میسران الحق کی اس عبارت کے عہد نامہ جدید میں تین مقامات ایسے ہیں جہاں تثلیث کا لفظ صاف صاف تو نہیں آیا مگر باپ بیٹے اور روح القدس کا ذکر ایک جگہ جمع ہو گیا ہے۔ ایک تو متی اب ۲۸ آیت ۱۹ میں ہے کہ :-

مد اس لیے تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔

یہ ذکر کی اور انجیل میں نہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو اور انجیلوں میں بھی اس کا ذکر ضرور آتا جیسا کہ متعدد امور میں ایک ہی بات کا مختلف انجیلوں میں اعادہ کیا گیا ہے۔ لیکن اگر اس عبارت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے تثلیث ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب قوموں کو باپ کے نام سے جو کہ خدا ہے اور بیٹے کے نام سے جو کہ اس کا رسول ہے اور روح القدس سے پیدا ہوا ہے بپتسمہ دیکر شاگرد کرو۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ خدا کے نام کے ساتھ اسکے رسول کا نام آنا بھی ضروری ہے باپ اور بیٹے کے الفاظ کا استعمال اور

نمانہ کی رسم کے مطابق محض رسمی ہے جس پر مزید گفتگو آگے آئے گی۔

دوسرے دو فریٹیوں کے باب ۱۳ آیت ۱۳ میں ہے کہ :-

وہاب فدائے سیوتیج کا فضل اور خدا کی محبت اور روح قدس کی صحبت تم سبھوں کے ساتھ

ہو دے۔ آمین ۱۱

یہ صرف دعائیہ کلمات ہیں اور قائم ثلاثہ کے ثبوت کا ان میں شائبہ تک نہیں۔

تیسرے اول یوحنا باب ۵ آیت ۷ میں ہے کہ :-

”میں ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح قدس اور یہ تینوں ایک ہیں“

یہاں البتہ تثلیث کا صاف صاف اظہار ہے اور یہی آیت اہل تثلیث کے تثلیثی عقیدہ کی بنیاد ہے لیکن

بڑے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اس آیت کے الحاقی ہونے پر جمیع محققین علمک عیسوی کا اتفاق ہے۔ پادری فائڈ صاحب

گر ایساخ اور شوران لوگوں میں سے ہیں جو اس کے الحاقی ہونے کے معترف ہیں۔ لندن میں ۱۸۳۳ء میں مسیحی علماء کی جارج

ایک کتاب ”ڈائبریری آف یوشل نلج نسلن ہونی جن میں مرقوم ہے کہ اسٹیٹ نیوٹن نے ایک پچاس صفحوں کا رسالہ لکھا

جس میں نامہ یوحنا اور نامہ پولوس کے ان دو فقروں کے متعلق تحقیقی بحث کی ہے جسے سڈ تثلیث پیدا ہوا ہے اور نیوٹن

کی تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ ان دونوں آیات میں کاتبوں نے تبدیلی کی ہے۔ اس سے دونوں آیات مندرجہ بالا یعنی

دوم فریٹیوں کے باب ۱۳ آیت ۱۳ اور اول یوحنا باب ۵ آیت ۷ کے الحاقی ہونیکا ثبوت پایا جاتا ہے۔ سڈ میں شہر

کنٹریری ڈانگلسٹان میں بائبل کی تنقید کی غرض سے سائیس (۱۷۴) مشہور عیسائی علماء کی ایک مجلس منعقد ہوئی جس

میں بالاتفاق یوحنا کی متذکرہ بالا آیت الحاقی قرار دی گئی۔

یہودیوں میں تو باوجود عقائد میں اختلافات باہمی کے کوئی شخص بھی عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت تو

دکنار رسالت تک کا قائل نہیں۔ نہ توریت اور صحیف انبیاء نبی اسرائیل میں کہیں تثلیث کی تعلیم پائی جاتی ہے۔

(باقی)